مقالات

تحریر: الدکتور محمد عجاج الخطیب
ترجمہ: جناب محمد مسعود عبدہٗ

(قسط ۳۱)

اسماء و صفاتِ باری تعالیٰ

"اسماء اللہ الحسنٰی" کے معانی!

۵۰۔ الباعث:

یعنی مخلوق کو دوبارہ زندگی بخشنے والا، چنانچہ اللہ رب العزت مخلوقات کو ان کی موت کے بعد روزِ قیامت زندہ کریں گے --- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَإِذَا هُمْ مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ۔ (یٰسٓ: ۵۱)

"اور جس وقت صور پھونکا جائے گا تو وہ قبروں سے (نکل کر) اپنے رب کی طرف دوڑ پڑیں گے!"

سورۃ الحج میں ارشاد ہوا:

"وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَأَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ۔"
(آیت: ۷)

"اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے، اس میں کچھ شک نہیں، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ (سب لوگوں کو) جو قبروں میں ہیں، جلا اٹھائے گا!"

چنانچہ اللہ رب العزت انہیں زندہ کر کے حساب کے لئے اکٹھا کریں گے:

"لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ أَسَاءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ أَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى۔" (النجم: ۳۱)

"تاکہ جن لوگوں نے برے کام کئے ان کو ان کے اعمال کی سزا دے، اور جنہوں نے نیکیاں کیں، انہیں اچھا بدلہ عطا فرمائے!"

روزِ قیامت سب سے پہلے بعثت ہوگی، اور یہ بعثت موت کے بعد انسانوں کو روح اور

جسم کے ساتھ دوبارہ اس طرح زندہ کرنا ہے' جیسے وہ دنیا میں زندہ ہیں --- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ٥ عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ٥ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ -" (الواقعۃ: ۶۰-۶۲)

"ہم نے تم میں مرنا ٹھہرا دیا ہے اور ہم اس (بات) سے عاجز نہیں --- کہ تمہاری طرح کے اور لوگ تمہاری جگہ لے آئیں اور تم کو ایسے (جہان میں) پیدا کردیں جس کو تم نہیں جانتے --- اور تم نے پہلی پیدائش تو جان ہی لی ہے' پھر تم نصیحت کیوں نہیں پکڑتے؟"

روزِ قیامت دوبارہ جی اٹھنا حتمی امر ہے' جس میں کچھ شک نہیں اور اس پر ایمان رکھنا واجب ہے ----- چنانچہ جب بندے کو بعث و نشور' حساب و کتاب' اور جزا و سزا کا یقینِ کامل ہوجاتا ہے تو دنیا میں اس کے احوال کی اصلاح ہوتی ہے اور اس کے اعمال سنورتے ہیں --- کیونکہ روزِ قیامت' اس کے ہر چھوٹے بڑے اور ظاہر و باطن عمل کے بارے' پرسش کا سوال ہر وقت اس کے دل و دماغ پر حاوی رہتا ہے!

۵۱۔ الشھید:

"شاہد" سے صیغہ مبالغہ ہے' جب کہ "شاہد" کے معنی حاضر کے ہیں --- پس" شہید وہ ذات ہے جس سے کوئی بھی چیز پوشیدہ نہیں --- وہ ان باتوں سے بھی واقف ہے جو مخلوقات کے علم میں ان کے شاہد و حاضر ہونے کے بغیر نہیں آسکتیں۔ مخلوقات کے درمیان جو بھی امور وقوع پذیر ہورہے ہیں' اللہ رب العزت ان سب کو جانتے ہیں --- قرآنِ کریم میں اللہ رب العزت نے خود اپنی تعریف یوں بیان فرمائی ہے:

"إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ -"

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے"

نیز فرمایا:

"وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا -"

"اور اللہ کافی گواہ ہے!"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے :

"ذکر رجلاً من بنی اسرائیل سأل بعض بنی اسرائیل ان یسلفه الف دینار فقال ائتنی بالشهداء اُشهدهم فقال کفیٰ بالله شهیدا قال فائتنی بالکفیل قال کفیٰ بالله کفیلا، قال قال صدقت فدفعها الیه الیٰ اجل مسمّی فخرج فی البحر فقضیٰ حاجته ثم التمس مرکبًا یرکبها یقدم علیه للاجل الذی اجّله فلم یجد مرکبًا فاخذ خشبةً فنقرها فادخل فیها الف دینار وصحیفةً منه الیٰ صاحبه ثم زجّج موضعها ثم اتیٰ بها الی البحر فقال اللّٰهم انك تعلم انی کنت تسلّفت فلانًا الف دینار فسألنی کفیلًا فقلت کفیٰ [*بالله وکیلا فرضی بك، وسألنی شهیدًا فقلت کفیٰ] بالله شهیدا فرضی بك! وانی جهدت ان اجد مرکبًا ابعث الیه الذی له فلم اقدر وانی استودعکها فرمیٰ بها فی البحر حتی ولجت فیه ثم انصرف وهو فی ذالك یلتمس مرکبًا یخرج الیٰ بلده فخرج الرجل الذی کان اسلفه ینظر لعل مرکبًا قد جاء بماله، فاذا بالخشبة التی فیها المال فاخذ لاهله حطبًا فلما نشرها وجد المال والصحیفة ثم قدم الذی کان اسلفه فاتیٰ بالف دینار فقال والله ما زلت جاهدًا فی طلب مرکب لاٰتیك بمالك فما وجدت مرکبًا قبل الذی اتیت فیه قال هل کنت بعثت الیّ بشیٔ؟ قال اخبرك انی لم اجد مرکبًا قبل الذی جئت فیه قال فان الله قد ادّیٰ عنك الذی بعثت فی الخشبة فانصرف بالالف الدینار راشدًا۔"

(صحیح بخاری کتاب الکفالة)

"بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا' جس نے بنی اسرائیل ہی کے ایک دوسرے شخص سے ہزار اشرفیاں قرض مانگیں۔ اس نے کہا' اچھا گواہوں کو بلاؤ' تاکہ میں ان کے سامنے دوں اور ان کو گواہ کروں اس نے کہا' اللہ کی گواہی کافی ہے! پھر اس نے کہا' اچھا ضمانت دے! اس نے کہا' اللہ کی ضمانت بس کرتی ہے! اس نے کہا' سچ کہتا ہے! اور ہزار اشرفیاں اس کو وعدے پر دے دیں۔ پھر جس نے قرض لیا تھا' اس نے سمندر کا سفر لیا اور اپنا کام

پورا کر کے یہ چاہا کہ جہاز پر سوار ہو کر اپنے وعدہ پر پہنچ جائے (اور قرض ادا کرے) لیکن کوئی جہاز نہ ملا۔ آخر اس نے لکڑی لی ' اس کو کریدا اور اس میں ہزار اشرفیاں خط سمیت رکھ کر اس کا منہ بند کردیا اور سمندر پر آیا۔ کہنے لگا' اے اللہ ! تو جانتا ہے کہ میں نے ہزار اشرفیاں فلاں شخص سے قرض لی تھیں۔ اس نے مجھ سے ضمانت مانگی تو میں نے کہا تھا کہ تیری ضمانت بس کرتی ہے ! وہ اس پر راضی ہوگیا تھا۔ اور اس نے مجھ سے گواہ بھی مانگے تھے' میں نے کہا تھا' تیری گواہی بس کرتی ہے ! اور وہ اس پر راضی ہوگیا تھا۔میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی جہاز ملے تو میں اس کا قرض وعدے پر ادا کروں' لیکن میں کیا کروں ؟ جہاز ہی نہیں ملا۔ اب میں یہ مال تیرے سپرد کرتا ہوں (اے اللہ تو اسے پہنچا دے !) یہ کہہ کر اس نے وہ لکڑی سمندر میں پھینک دی۔ وہ ڈوب گئی تو واپس چلا آیا' تاہم جہاز کی تلاش میں بدستور رہا۔ اور وہ شخص ' جس نے قرض دیا تھا' سمندر پر اس خیال سے گیا کہ شاید کوئی جہاز پر آئے اور اس کا مال لائے۔ اتنے میں اسے ایک لکڑی دکھائی دی ' اس نے جلانے کے لئے اٹھالی۔ جب اسے چیرا تو اس میں اشرفیاں پائیں اور خط بھی ملا۔ پھر وہ شخص آن پہنچا جس نے قرض لیا تھا' اور ہزار اشرفیاں (دوبارہ) لایا۔ معذرت کرتے ہوئے اس نے کہا' واللہ ! میں جہاز تلاش کرتا رہا کہ تمہارا قرض آن کر ادا کروں' مگر جس جہاز میں آیا' اس سے پہلے کوئی جہاز نہ مل سکا۔ قرض لینے والے نے کہا' کیا تو نے میرے پاس کچھ بھیجا تھا؟ اس نے کہا' ہاں ! جب مجھے کوئی جہاز نہ ملا تو میں نے ایک لکڑی میں اشرفیاں ڈال کر اسے سمندر میں بہا دیا تھا! قرض دینے والے نے کہا' اللہ نے وہ اشرفیاں مجھے پہنچا دیں' جو تو نے لکڑی میں رکھ کر بھیجی تھیں۔ پھر وہ اشرفیاں لے کر اطمینان کے ساتھ لوٹ گیا!"

(جاری ہے)

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں —— آپ کی ادنیٰ سی توجہ ادارہ کو غیر ضروری محنت اور وقت کے ضیاع سے بچائے گی —— شکریہ !

(منیجر)